اکیسویں صدی کی اُردو غزل میں امریکی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت کا تحقیقی جائزہ

طارق ودود پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو جامعہ پشاور

ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری شعبہ اُردو، جامعہ پشاور

ABSTRACT:

This literary and critical study is about the resistance in Urdu Ghazal to American State terrorism. The scholars, analysts and poets have expressed their doubts about the war on terrorism throughout the world especially in Muslim countries and termed this war as a novel way of neo-colonialism

اکیسویں صدی کی دہلیز پر نائن الیون واقعے کے رد عمل میں امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر پورے خطے بالخصوص افغانستان، عراق اور پاکستان کو اپنی ریاستی دہشت گردی کی آگ میں جھونک دیا۔ یہ سوال ابھی حل طلب ہے کہ کیا حملہ طالبان نے کیا خطے میں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل اور نیو ورلڈ آرڈر کی تنقید کی خاطر امریکا نے یہ ڈرامہ خود رچایا۔ کیونکہ پوری دنیا سمیت خود امریکا کے قلم کاروں، ادیبوں، دانشوروں اور تجزیہ کاروں نے بھی اس واقعہ پر شکوک کا اظہار کرتے ہوئے اسے امریکا کا سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیا ہے۔ ان محققین اور تجزیہ کاروں میں امریکا کے سابق نائب صدر وزیر خزانہ پال کریگ رابرٹ کی تحقیق و تجزیہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے نائن الیون کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں۔

"آپ کیسے جانتے ہیں کہ نائن الیون مسلمانوں کا بنایا ہوا دہشت گردی کا منصوبہ تھا؟ آپ کیسے جانتے ہیں کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تین عمارتیں تباہ ہوئیں، کیونکہ اُن میں سے صرف دو عمارتوں سے جہاز ٹکرائے تھے۔ یہ سب آپ اس لئے جانتے ہیں کیونکہ آپ نے جو ٹی وی پر دیکھا یا، حکومت نے آپ کو اس کی یہی وضاحت مہیا کی ہے۔ (کیا آپ کو کبھی یہ پتہ بھی چلا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تین عمارتیں تباہ ہوئی تھیں)(۱)

ایک اور بڑے محقق پروفیسر اسٹیون جونز نے امریکی سائنسدانوں کی ایک بڑی ٹیم کے ساتھ نائن الیون پر تحقیق کی وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ محض دو جہازوں کے ٹکرانے سے اتنی زیادہ حرارت پیدا نہیں ہو سکتی جو ورلڈ ٹریڈ سنٹر جیسی فولادی عمارت کو راکھ کا ڈھیر بنا سکے بلکہ ان عمارتوں کو گرانے کے لئے "کنٹرولڈ ڈیمالش" کی تکنیک استعمال کی گئی اور آتش گیر مادہ پہلے سے عمارتوں کی مختلف منزلوں میں پہنچایا گیا تھا(۲)

جوزف پی فرمیج (Joseph P Firmage) نائن الیون سے متعلق کی گئی تحقیق کے مطالعہ سے حتمی نتیجہ نکالتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

"اس واقعے کی تحقیق کے حوالے سے زیادہ تر محققین ایک بہت ہی پریشان کن نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اُن کے مطابق نائن الیون کا واقعہ یا تو بش انتظامیہ کی دہشت گردوں سے مجرمانہ غفلت کا نتیجہ تھا یا غالباً ان دہشت گرد عناصر کی مدد سے ریاست پر خود ساختہ زخم لگانا مقصود تھا تاکہ جغرافیائی سیاسی حقائق پیدا کئے جا سکے"(۳)

یوں گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کی صبح سپر پاور امریکا کی سرزمین پر پیش آنے والے اس واقعہ نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، بالخصوص افغانستان اور پاکستان کے لئے یہ واقعہ ایک ڈراونا خواب ثابت ہوا۔ چونکہ نائن الیون سیاسی جغرافیائی اور معاشی مقاصد کے حصول کے لئے امریکی حکومت اور سی آئی اے کا اپنی ہی ریاست کے خلاف دہشت گردی کا بدترین واقعہ تھا۔ لہذا اکیسویں صدی کی اُردو غزل میں امریکی ریاستی دہشت کے خلاف مزاحمت پر مبنی اس مقالے میں اس واقعے پر غزل گو شعراء کے تاثرات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

انور سدید اُردو ادب کے بہت بڑے محقق اور شاعر ہیں۔ ایک محقق ہونے کے ناطے انہوں نے اپنی شاعری میں نائن الیون کو امریکہ کا سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیا ہے اور اس بات پر دُکھ کا اظہار کیا ہے۔ کہ محض طیاروں کے ٹکرانے سے عمارت کی زمین بوسی کو کیسے ایک عالمی سانحہ قرار دے کر اس بہانے دوسرے ممالک بالخصوص پاکستان اور افغانستان کو ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ انور سدید اس واقعہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بم دھماکہ گھر کے اندر سے ہوا چھت گری گئی
چاروں جانب سے ہے ملبہ آگرا دیور پر
ایک عمارت سے پرندہ اُڑ کے جب ٹکرا گیا
لکھا گیا ہے عالمی اک حادثہ دیوار پر(۴)

ہزاروں میل دور رونما ہونے والے اس واقعے نے ہ پاکستان کو شدید عدم استحکام سے دوچار کر دیا۔ نائن الیون کا واقعہ تو گزر گیا لیکن اس کے اثرات آج بھی دہشت گردی کی صورت میں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں ہماری زمین آج تک بم دھماکوں اور خود کش حملوں سے لرز رہی ہے۔ انور شعور نے ان خیالات کا اظہار یوں کیا ہے۔

لگی تھی آگ میلوں دور لیکن
جو تھا وہ جل بجھا اپنی طرف بھی(۵)

عاصی رضوی نے نو گیارہ کے رد عمل میں امریکی ریاستی دہشت گردی پر یوں دکھ و افسوس کا اظہار کیا ہے۔

نو گیارہ کے صدمے سے ہی بے حال ہے دینا
اب اور دھماکوں و افسوس کا اظہار کیاہے۔(٦)

نائن الیون واقعے کے فوراََ بعد امریکا نے اس کا الزام بغیر کسی تحقیق و شواہد کے القاعدہ کے سربراہ اُسامہ بن لادن اور طالبان حکومت پر لگا کر القاعدہ اور طالبان حکومت کو ختم کرنے کے لئے افغانستان پر حملے کا فیصلہ سنا دیا اور ریاستی دہشت گردی کے روپ میں اپنے اس سفاک مہم کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا مقدس فریضہ قرار دیا۔ محققین کے مطابق امریکا کی اس مہم جوئی کا نائن الیون واقعہ سے کوئی تعلق نہیں تھا، بلکہ اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا۔ باب ووڈورڈ کی کتاب "پلان آف اٹیک" کے مطابق افغانستان پر حملے کا منصوبہ نائن الیون واقعہ سے پہلے بنایا

گیا تھا۔ (۷) بحیرہ کیسپین کی تیل تک رسائی میں طالبان حکومت کی رکاوٹ بھی امریکہ کا افغانستان پر حملے کی بڑی وجہ بنی۔ اگست ۲۰۰۱ء تک انتظامیہ طالبان سے مذاکرات کرتی رہی مگر جب وہ گیس پائپ لائن کے سلسلے میں امریکا کو اجارہ دارانہ اختیارات دینے کے معاملے میں مزاحمت پر قائم رہے تو ٹریک ٹو ڈپلومیسی کے تحت ہونے والے ایک اجلاس میں ان سے صاف الفاظ میں کہہ دیا گیا کہ :

"Either you accept our offer of a carpet of gold or we bury you under a carpet of bombs"(۸)

اور بالآخر امریکا نے افغانستان کی سرزمین پر کلسٹر اور ڈیزی کٹر بموں کی برسات کر دی۔

خطے میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے، مسلم ممالک کو کمزور کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے وسائل پر قبضہ جمانے اور نیو ورلڈ آرڈر کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر افغانستان کو بدترین ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔

منفرد لب ولہجے کے شاعری شاکر کنڈان نے نہ صرف امریکا کے نئی عالمی ترتیب کے منصوبے کو اپنی غزل میں میں سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے، بلکہ دہشت گردی کا آفاقی نظریہ پیش کرتے ہوئے حالیہ دہشت گردی کو قابیل سے جوڑا ہے۔ ساتھ ہی امریکہ کی ریاستی دہشت گردی اور ظلم وبربریت کی مذمت کرتے ہوئے اسے قیامت کی نشانی سے تعبیر کیا ہے۔

کہہ گئی مجھ سے یہ الفاظ کی تنزیل ابھی
تونے لکھی ہے نئے دور کی انجیل ابھی
سرخ آندھی نے فلک کو بھی لہو کر ڈالا
دندناتا ہے زمین پر کہیں قابیل ابھی
دیکھ ظلمت مین بہت حد سے زیادہ نہ گزر
یہ نہ ہو گونج اٹھے صور سرافیل ابھی(۹)

افغانستان کے خلاف امریکی جارحیت نے دوسرے مکتبہ ہائے فکر کے ساتھ ساتھ ہمارے اردو غزل گو شعراء کو بھی سخت تشویش میں مبتلا کیے رکھا۔ اس لیے ان کے ہاں امریکی ریاستی دہشت گردی کے خلاف مزاحمتی رویہ نظر آتا ہے۔ انہوں نے اس جنگ کو حق وباطل کا معرکہ قرار دیا ہے۔ رانا سعید دوشی اپنی غزل میں اس امید کا اظہار کیا کہ حق وباطل کے اس معرکے میں فتح بالآخر حق ہی کی ہو گی، امریکا اور اس کے اتحادیوں کی صورت میں اسعماری اور فسنطائی قوتوں کی ریاستی دہشت گردی کی مذمت کی ہے انہیں ابرہہ کے ہاتھیوں سے تشبیہ دی ہے۔

کچلتے جارہے ہیں روز مجھ کو ہاتھیوں والے
میں تنگ آکر ابابیلوں کا پھر لشکر نکالوں گا(۱۰)

امریکی بربریت کے نتیجے میں افغانستان کی تباہی وبربادی کا نوحہ اکثر شعراء کے ہاں کہیں نمایاں اور کہیں دھیمے لہجے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کابل وقندھار کی سرزمین جو کبھی پھلوں اور پھولوں کے لئے مشہور تھی اب وہاں چہار سو خون ہی خون نظر آتا ہے۔

واجد امین نے اس کی عکاسی یوں کی ہے۔

کبھی اس راہ میں پھل پھول لگا کرتے تھے
اب لہو کاٹتے ہیں کابل وقندھار کے بیچ(۱۱)

بشر احمد بشیر نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے امریکی ریاستی دہشت گردی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہتے ہیں

لازما آتش تخریب میں کودا ہوگا
جس نے بھی قصہ تعمیر تمنا لکھا(۱۲)

غلام رسول زاہد نے اپنی غزل میں امریکا کو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک قرار دیا ہے جس کا ایجنڈا یہی ہے کہ مختلف ممالک میں دہشت گردی اور فساد پھیلا کر پہلے انہیں کمزور کر کے عدم استحکام وانتشار سے دوچار کرو اور بعد میں ان کے رہنماؤں کو خرید کر ان کے وسائل پر قبضہ کرلو۔ غلام رسول زاہد اس مذموم امریکی ایجنڈے کا پردہ یوں چاک کرتا ہے۔

یہی ہے رمزِ جہانبانی و جہانگیری
جہاں فساد نہیں ہے وہاں فساد کریں
جلا کے راکھ بنادیں لہوسے تر کریں
پھر اس زمین پہ ماتم کا انعقاد کریں(۱۳)

شبنم شکیل نے افغان امریکا جنگ کے بارے میں بہت ہی منفرد موقف اختیار کیا ہے۔ یہ موقف اس جنگ کے پس منظر میں زمینی حقائق کے عین مطابق ہے۔ کہ محض اُسامہ بن لادن کی صورت میں ایک شخص کی حوالگی کے مسلے پر اتنی طویل اور بڑی جنگ لڑی گئی جس میں لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ شبنم شکیل نے امریکہ اور طالبان کی انا پرستی اور نرگسیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس جنگ کو خیر وشر کے اصولوں کے برعکس انا پرستی پر مبنی قرار دیا ہے۔

یہ خیر و شر کی جنگ نہیں ہے یہاں تو بس
ٹکراؤ ہوگیا ہے انا کا انا کے ساتھ(۱۴)

تنویر سپرا نے بھی طالبان اور امریکا کی اس انانیت اور نرگسیت کو یوں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

اس بے ثمر فساد سے مخلوق تنگ ہے
یہ جنگ فقط بانجھ اناؤں کی جنگ ہے۔(۱۵)

امریکا کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ ہمیشہ ترقی پذیر ممالک بالخصوص مسلم ممالک کے حکمرانوں کو خرید کر انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرتا ہے وہ مختلف ممالک کی حکومتیں گرانے اور بنانے کے فن میں ماہر ہے۔ اپنی مرضی کی حکومتیں بنا کر ان سے اپنا کام نکلوانا امریکا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ ڈالروں میں سوداطے کرتا ہے لیکن دہشت گردی، قتل وغارت اور وسائل پر قبضے کی صورت میں ان سے بھاری قیمت بھی وصول کرتا ہے۔ ناصر

بشیر نے اپنی غزل میں امریکا کے اس شاطرانہ چال اور گھناونی سودے بازی کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اسے عالم کے لیے زہر قاتل قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امریکا دوسرے ممالک کے وسائل پر قبضے اور نیو ورلڈ آرڈر کو عمل جامہ پہنانے کے لیے امن کے نام پر دنیا میں بدامنی، دہشتگردی اور عدم استحکام پھیلا رہا ہے۔ وہ اپنی غزل میں ان خیالات کا اظہال کچھ یوں کرتے ہیں۔

وہ مہربان بھی لگتا ہے اور ستمگر بھی
کہ اس کے ہاتھ میں ایک پھول بھی ہے پتھر بھی
یہ کیسی امن کی خواہش ہے میرے دشمن کی
کہ فاختہ کے گلے میں بندھا ہے خنجر بھی(۱۶)

اپنی ایک غزل میں صادق باجوہ امریکی ریاست کی اس عیاری کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امریکا کی فطرت و خصلت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ جس طرح کل اس کا تعارف ایک دہشت گرد ملک کے طور پر کیا جاتا تھا۔ آج بھی اسی جگہ کھڑا ہے۔ وہ آج بھی دہشت گردی کو اسپانسر کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ وہ کبھی بھی اپنی دہشت گردانہ خصلت نہیں بدلتا بلکہ صرف اپنا بہروپ بدلتا رہتا ہے۔ اکیسویں صدی میں دہشت گردی کا یہ مکروہ چہرہ اور بھی واضح ہو کر سامنے آیا ہے۔ صادق باجوہ کی غزل کے چند آشعار ملاحظہ ہوں:

امن کی خاطر روا ظلم و ستم
عصر حاضر کی سیاست الحذر
ظلم کا خو گر نئے بہروپ میں
دندناتا پھر رہا ہے بے خطر
کیا کہیں صادق کوئی کام آگیا
بزم ہستی پھر ہوئی ہے منتشر(۱۷)

معروف شاعر سلیم کوثر نے بھی امریکا کی طرف سے قیام امن کے نام پر افغانستان اور عراق میں بدترین ریاستی دہشتگردی کے خلاف مزاحمتی لحن اپنایا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر برپا کی گئی اس قیامت نے ہمارے ملک کو جس طرح عدم استحکام سے دوچار کر دیا اکیسویں صدی کے ابتدائی دو عشروں میں ہم نے جو ہزاروں لاشیں اُٹھائیں۔ اس افسوسناک صورتحال پر سلیم اختریوں نوحہ کناں نظر آتے ہیں:

کیا کہوں کیسی اذیت سے گزارا گیا میں
امن کے گیت سناتے ہوئے مارا گیا میں(۱۸)

حقائق اور واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ امریکا کو دنیا (بالخصوص ایشیاء، وسط ایشیاء اور آفریقہ) کے امن وامان سے کوئی غرض نہیں۔ بلکہ وہ مستقبل میں خود کو محفوظ تر بنانے کے کئے لیے کئی غیر ضروری اقدامات اُٹھاتے ہوئے ہمارے خطے سمیت پوری دنیا کو دہشت گردی کی آگ میں جھونک رہا ہے۔ اس نے خود کو محفوظ بنانے کے لئے ساری دنیا کے امن وامان کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی ملک کے پاس دنیا کی آدھی دولت موجود ہو

اور وہ حرص ولالچ کے مرض میں بھی مبتلا ہو تو اُسے اپنی دولت اور معیشت کو وسیع تر کرنے کے لئے ناجائز منصوبوں میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ موجودہ دولت کے چھن جانے کا بھی دھڑ کا لگا رہے گا۔اور اپنے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے محض ذرا سی شک کی بناء پر دوسروں کو تہہ تیغ لانے سے نہیں کترائے گا۔ جلیل عالی نے اس تلخ حقیقت کو غزل کے حسن وخوبی اور ایجاز واختصار کے ساتھ بڑے فنکارانہ انداز میں یوں بیان کیا ہے۔

خود اپنے دل میں چھپے وسوسوں کی دہشت سے
وہ تیغ غیظ و غضب ہم پہ تولتا رہے گا
یہ شہر امن ومحبت اب اُس کی زد پر ہے
فساد وفتنہ کے سو باب کھولتا ہے گا
ہم ایک دوسرے کا حشر دیکھتے رہیں گے
وہ فیل مست سبھی کو مدھو لتا رہے گا (۱۹)

فقیرا خان فقری جہاں عراق میں امریکا کی ریاستی دہشت گردی کے نتیجے میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ شہریوں کی شہادت پر نوحہ کناں ہیں، وہاں امریکی فوج سے اپنے مظلوم عراقی بھائیوں کا بدلہ لینے کی خاطر لڑنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

انسان تو نہیں کوئی پر لاش لاش پر
روتے ہیں پھوٹ پھوٹ کے پتھر قریب کے
امریکیوں کو روندنے فقری عراق میں
میدان کر بلا چلوں صدقے حبیب کے(۲۰)

عبداللہ جاوید نے امریکی استعماریت اور عراق میں معصوم شہریوں کے قتل عام پر امریکا کو ہلاکو خان کا خطاب دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امریکا کی فطرت میں استعماریت اور دہشتگردی رچی بسی ہے۔ دنیا کی تاریخ امریکی مظالم سے بھری پڑی ہے۔ امریکا نے ہمیشہ ترقی پذیر ممالک بالخصوص مسلم دنیا کو تہہ تیغ کر کے ان کے وسائل پر ناجائز قبضہ جمانے کی کوشش کی ہے۔ ماضی میں امریکا کی مختلف ممالک میں دہشت گردانہ کارروائیوں کے نا قابل تردید اور ٹھوس ثبوتوں کے باوجود امریکا کا دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بیڑا اُٹھانا بھونڈے مذاق سے زیادہ کچھ نہیں عبداللہ جاوید کہتے ہیں:

مرے بغداد کو تاراج کر کے
ہلاکو امن پرور ہو گیا ہے (۲۱)

غرض اکیسویں صدی کے غزل گو شعراء نے بڑے فنکارانہ انداز میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر امریکی ریاستی دہشتگردی کو بے نقاب کرتے ہوئے اس کے خلاف مزاحمتی رویہ اپنایا ہے۔ یہ مزاحمتی رویہ کہیں واضح اور زوردار تو کہیں دبے ہوئے یا دھیمے لب ولہجے میں نظر آتا ہے۔ یوں غزل گو شعراء نے انگریز استعماریت اور آمریت کے بعد مزاحمت کی ایک نئی جہت سے روشناس کرایا ہے۔ نیز امریکی ریاستی دہشت گردی جیسے

کھردرے موضوع کو برتتے ہوئے غزل کے رمز وایما، ایجاد واختصار اور دیگر فنی خوبیوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ یوں مزاحمت پر مبنی اکیسویں صدی کی اُردو غزل کا یہ سرمایہ مزاحمتی شاعری کے ذخیرہ میں قیمتی اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

حوالاجات

1. https/www.vdacve.com/Reberts/060914gullible.html

2.https/www.prisomplanet.com/aricals/november2005/12/05twintowers.html

3. Josep P Fermage, interesting Facts and Theories on 9/11, frimag.org 2006-08-08 updated 2006-09-12, page 01

۴۔ انور سدید، مشمولہ: ماہنامہ چہار سو، راولپنڈی، جلد ۱۹، شمارہ ستمبر اکتوبر ۲۰۱۰

۵۔ انور شعور، مشمولہ: سہ ماہی "دنیازاد" کتابی سلسلہ ۳۴، مولف: آصف فرخی، جولائی ۲۰۱۴، شہرزار کراچی، ص ۲۱۵

۶۔ عاصی رضوی، "گل صد برگ" (شعری مجموعہ)، ۲۰۰۵، برکت پریس کراچی، س ۲۰۰۸ء ص ۱۴۵

۷۔ زبیح اللہ بلگن، "پاکستان میں بین الاقوامی مداخلتیں، نگارشات پبلیشرز لاہور، س ۲۰۱۵ء ص ۱۷۷

۸۔ ثروت جمال اصمعی، دہشت گردی اور مسلمان، عالم اسلام کا مقدمہ عالمی ضمیر کی عدالت میں"، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، جولائی ۲۰۱۰، ص ۱۲۳ تا ۱۳۰

۹۔ تاج الدّین تاجور، "اردو نظم پر ۹/۱۱ کے اثرات" مشمولہ: پاکستانی زبان وادب پر ۹/۱۱ کے اثرات، ادارہ ادبیات اردو فارسی ولسانیات جامعہ پشاور، س ۲۰۱۰ء، ص ۳۴

۱۰۔ راناسعید دوشی، "۲۰۱۲ کی بہترین شاعری کا انتخاب" مرتب: محمد عاصم بٹ، تخلیقات پبلشرز لاہور

۱۱۔ واجد امیر، مشمولہ: ماہنامہ بیاض لاہور، ستمبر ۲۰۰۹، ص ۲۸

۱۲۔ بشیر احمد بشیر پروفیسر، "برف کی کشتی" (شعری مجموعہ) اظہار سنز اردو بازار لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۵

۱۳۔ غلام رسول زاہد، "حرف شوق" (شعر مجموعہ) پرائم پبلشرز لاہور، جولائی ۲۰۰۴ء، ص ۱۵

۱۴۔ شبنم شکیل، مشمولہ:، قلم قبیلہ (کوئٹہ) جلد ۲۰ جنوری تا جون ۲۰۱۴ نگران۔ بیگم ثاقبہ رحم الدین ص ۱۰۰

۱۵۔ تنویر سپرا، "لفظ کھردرے" (شعری مجموعہ) سانجھ پبلکیشنز ٹیمپل روڈ لاہور، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۴۹

۱۶۔ ناصر بشیر، "اب کس کی باری ہے" تحریر انتخاب: محمد اسلم لودھی، حیدر پبلیکیشنز لاہور ۲۰۰۳ء ص ۱۸۹

۱۷۔ صادق باجوہ، "میزان شناسائی" (شعری مجموعہ) یورپ پبلیکیشنز لاہور کورل باغ انڈیا ۲۰۰۸ء ص ۴۹

۱۸۔ وسیم کوثر، مشمولہ: سہ ماہی "اجراء" کراچی، کتابی سلسلہ ۱۶ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۰ء، مدیر احسن سلیم، ص ۱۰۹

۱۹۔ جلیل عالی، مشمولہ: "نقاط" فیصل آباد، شمارہ نمبر ۹، مدیر: قاسم یعقوب، جون ۲۰۱۰، ادبی ادارہ نقاط، فیصل آباد، ص ۱۷۴

۲۰۔ فقیرا خان فقری، ڈاکٹر، "کشتیاں ہم بھی جلا سکتے ہیں" پاک بک امپائر لاہور

۲۱۔ عبداللہ جاوید، "حصار امکان" (شعری مجموعہ) اکادمی بازیافت، اردو بازار لاہور، مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۸۸